# وصیت

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَالضَّآلِّيْنَ۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّة

(التوبۃ:۱۱۲)

یقیناً اللہ نے مؤمنین سے جنت کے بدلہ میں ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لیے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جب کسی کو اس کی موت کا، اس دنیا سے جانے کا علم دیا جاتا ہے تو وہ اول تو گھبراہٹ کا شکار ہوتا ہے اور ہاتھ پاؤں مارتا ہے کہ کاش یہ موت کا پیالہ ٹل جائے اور دوسرے اس کو اپنی جائیداد، مال ودولت اور اولاد کا خیال آتا ہے ، یوں کہیے کہ دنیا سے پیار کرنے والوں کو اپنی مال ودولت ، جائیداد سے پیار ہوتا ہے اس لئے ان کو اسی کا فکر کھائے جاتا ہے۔ لیکن ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ دنیامیں کچھ وجود ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کو جب ان کی رخصتی کا پیغام دیا جاتا ہے تو ایک طرف وہ خوش بھی ہوتے کہ اب ہمیں محبوب حقیقی کا وصال نصیب ہو گا، لیکن انہیں بھی اس دنیامیں پیار ہوتا ہے ، انہیں بھی فکر اور غم کھائے جارہاہوتا ہے ، وہ بھی ایک غم میں گھلے جارہے ہوتے ہیں ، لیکن ان کا یہ غم اور فکر کسی مال ودولت اور جائیداد کی بابت نہیں ہوتا، اپنے بیوی بچوں سے بھی نہیں ہوتا، ان کا پیار بھی عجیب ہوتا ہے اور ان کا غم بھی نرالا، وہ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَفْسَکَ کی عملی تصویر ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے ساتھیوں کا، اپنے ماننے والوں ، اپنے وفاشعاروں کا غم ہوتا ہے۔ وہ واقعی اپنی اس رخصتی پر خوش بھی ہوتے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنے ماننے والوں کے لئے جنہیں وہ اپنے بچوں کی طرح ہی چاہتے ہیں، پریشان بھی ہوتے ہیں۔ اس کی ایک عملی تصویر ہم 1905ء میں اس وقت دیکھتے ہیں، جب حضرت بانی

سلسلہ احمدیہ کو ان کی وفات کے متعلق مسلسل الہامات ہونے شروع ہوتے ہیں تو اس وقت آپ کے دل کا کیا حال تھا، اس دل میں جو محبت اور پیار تھا اس کی گہرائی کو دیکھیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"۔۔۔۔۔۔۔۔۔غم اس بات کا ہے کہ ابھی جماعت کچی ہے اور پیغام موت آرہاہے گویا جماعت کی حالت اس بچہ کی سی ہے جس نے ابھی دو چار روز دودھ پیا ہو اور اس کی ماں مر جائے"۔

(الحکم جلد10 نمبر1 ص5، /10 جنوری 1906ء بحوالہ ملفوظات جلد4 ص596-597)

دیکھیں کتنی محبت تھی اور کتنا غم تھا آپ کو اپنی جماعت کا۔ آپ نے جہاں اس جماعت کے لئے دعاؤں کا ایک بہت بڑا خزانہ چھوڑا، وہاں جماعت کی انفرادی اور اجتماعی کامیابی و کامرانی کے لئے ایک مستقل انتظام کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اس سے بڑی کامیابی کسی بھی انسان کی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کی زندگی میں ہی اس کو جنت کی رہ دکھادی جائے۔ چودہ سو سال قبل سرور کائنات فخر موجودات، حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے مسیح موعود کے بارے میں جو فرمایا تھا کہ یُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ۔ وہ انہیں جنت میں ان کے درجات کا پتہ دے گا۔

(صحیح مسلم جلد ثانی باب ذکر الدجال)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ایک طرف ہر احمدی کی انفرادی کامیابی و کامرانی کی نوید سنائی تو دوسری طرف جماعت کے غم کو ایک خوشی میں بدل دیا، ایک لازوال خوشی، دائمی مسرت کی نوید دے کر کہ میں تو جارہا ہوں لیکن میرے بعد ہمیشہ ایسے لوگ آتے رہیں گے جو میرے جانشین ہوں گے۔ جیسے میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں وہ وجود دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔ ان دو خوشخبریوں کے اندر اپنی جدائی کی خبر دیتے ہوئے آپ نے "الوصیت" کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس میں اس عالمگیر نظام کا ذکر فرمایا جو "نظام وصیت" کہلاتا ہے۔ آپ اس پس منظر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"۔۔۔۔۔۔اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک

جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں"۔(ص17-18)

اس قبرستان کے لئے اوراس میں دفن ہونے والے خوش نصیبوں کے لئے خداکے اس پیارے مسیح نے یوں دعا فرمائی:۔

''میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کیلئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا ۔آمین یا رب العالمین

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔آمین یا رب العالمین

پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور ورحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت مین کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور نشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔آمین یا رب العالمین "۔(ص18-20)

اس نظام میں شامل ہوناایک عظیم سعادت کوپاناتھااس لئے حضورنے بنیادی طورپرکچھ شرائط رکھیں،چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"۔۔۔۔۔۔۔۔چونکہ اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِيْهَا كُلُّ رَحْمَةٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور

کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کیلئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راست بازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجا لانا ہوگا۔

1۔اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کیلئے کس قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی۔اور اس کے خوشنما کرنے کیلئے کچھ درخت لگائے جائیں گے اور ایک کنواں لگایا جائے گا اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہتا ہے جو گذر گاہ ہے اس لئے وہاں ایک پُل تیار کیا جائے گا اور ان متفرق مصارف کیلئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا۔سو کُل یہ تین ہزار روپیہ ہوا جو اس تمام کام کی تکمیل کیلئے خرچ ہوگا۔سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کیلئے چندہ داخل کرے اور یہ چندہ محض انہی لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے۔بالفعل یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نور الدین صاحب کے پاس آنا چاہیے۔لیکن اگر خداتعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔اس صورت میں ایک انجمن چاہیے کہ آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا۔اعلائے کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔

2۔دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیّت کرے جو اس کی موت کے بعد ددسواں حصّہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔

3۔تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اورصاف۔۔۔۔ہو۔

4۔ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کیلئے اپنی زندگی وقت رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے۔(ص20-22)

اس نظام کی مقبولیت اور حیرت انگیز ترقی کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

”۔۔۔۔۔۔خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا۔اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کیلئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے۔اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہونگے۔اور جب ایک گروہ جو متکفّل اس کام کا ہے فوت ہو جائیگا تو وہ لوگ جو اُن کے جانشین ہونگے انکا بھی یہی فرض ہو گا کہ ان تمام خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجا لاویں۔ان اموال میں سے ان یتیموں اور مسکینوں اور نومسلموں کا بھی حق ہو گا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔اور جائز ہو گا کہ ان اموال کو بطور تجارت ترقی دی جائے۔

یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دُور از قیاس باتیں ہیں۔بلکہ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہونگے۔اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے۔بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاویں اور دنیا سے پیار نہ کریں۔سو میں دعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کیلئے کام کریں۔ہاں جائز ہو گا کہ جن کا کچھ گزارہ نہ ہو ان کو بطور مدد خرچ اس میں سے دیا جائے“۔(ص:21)

نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کی خوش نصیبی اور ان کی مالی امداد کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:۔

” ہر ایک صاحب جو حسب شرائط متذکرہ بالا کوئی وصیت کرنا چاہیں تو ان کی وصیت پر عمل درآمد ان کی موت کے بعد ہو گا۔لیکن وصیت کو لکھ کر اس سلسلہ کے امین مفوض الخدمت کو سپرد کر دینا لازمی امر ہو گا اور ایسا ہی چھاپ کر شائع کرنا بھی کیونکہ موت کے وقت اکثر وصایا کا لکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔اور چونکہ آسمانی نشانوں اور بلاؤں کے دن قریب ہیں۔اس لئے خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسے وقت میں وصیت لکھنے والا بہت درجہ رکھتا ہے جو امن کی حالت میں وصیت لکھتا ہے اور اس وصیت کے لکھنے میں جس کا مال دائمی مدد دینے والا ہو گا اس کو دائمی ثواب ہو گا اور خیرات جاریہ کے حکم میں ہو گا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ اُن کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کیلئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کیلئے قوم پر ظاہر ہوں۔بالآخر ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کام میں ہر ایک مخلص کو مدد دے اور ایمانی جوش ان میں پیدا کرے اور اُن کا خاتمہ بالخیر کرے۔آمین"۔(ص:22,21)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ و السلام فرماتے ہیں:۔

" اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی بلکہ اس کے مال میں برکت ہو گی۔پس چاہئے کہ خداتعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے پھر بعد اِس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہو گا۔یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے جس کا صدہا سال سے امتیں انتظار کر رہی تھیں اور ہر روز خداتعالیٰ کی تازہ وحی تازہ بشارتوں سے بھری ہوئی نازل ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات۔جلد سوم۔صفحہ 497۔اشتہار نمبر 253)

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں وصیت کے آسمانی نظام کے متعلق تحریک کرتے ہوئے فرمایا:-

"اس نظام کو قائم کیے 2005ء میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک سو سال ہوجائیں گے۔جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ 1905ء میں آپ نے یہ جاری فرمایا تھا جیسا کہ متعدد جگہ حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام اس نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کو خوش خبریاں دے چکے ہیں۔جماعت پر حسن ظن آپ نے فرمایا ہے کہ ایسے مومنین ملتے رہیں گے اور ضرور ملتے رہیں گے جو اس طرح اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی مالی قربانیاں بھی پیش کرنے والے ہوں گے اور روحانیت میں بھی ترقی کرنے والے ہوں گے لیکن جس رفتار سے جماعت کے افراد کو،عہد باندھنے والوں کو اس نظام

میں شامل ہونا چاہیے تھا نہیں ہورہے جس سے مجھے فکر بھی پیدا ہوئی ہے اور میں نے سوچا ہے کہ آپ کے سامنے اعدادوشمار بھی رکھوں تو آپ بھی پریشان ہوجائیں گے۔اور اعدادوشمار یہ ہیں کہ آج 99سال پورے ہونے کے بعد بھی قریباً 1905ء سے لے کر آج تک اڑتیس ہزار(38,000) کے قریب احمدیوں نے صرف وصیت کی ہے اور اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کو قائم ہوئے سو(100)سال ہوجائیں گے جیسا کہ میں نے کہا۔تو میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لیے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لیے شامل ہوں۔آگے آئیں اور کم از کم، یہ کم وبیش اندازہ میں نے دیا تھا ،کم ازکم پندرہ ہزار(15,000)اس ایک سال میں نئی وصایا ہوجائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار(50,000)وصایا تو ایسی ہوں جو سو(100)سال میں ہم کہہ سکیں کہ ہوئیں۔تو ایسے مومن تو نکلیں کہ کہا جاسکے کہ جنہوں نے خدا کے مسیح کی آوازپرلبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کیے۔اور پھر ایک یہ بھی میری خواہش ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت سارے لوگوں کی طرف سے یہ تجویزیں بھی آرہی ہیں اور آئی ہیں کہ 2008ء میں خلافت کو بھی سو سال ہوجائیں گے۔تو اس وقت بھی خلافت کی سو سالہ جوبلی منانی چاہیے۔توبہرحال وہ تو ایک کمیٹی کام کررہی ہے۔کیاکرتے ہیں، رپورٹس دیں گے تو پتہ لگے گا۔لیکن میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جب خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو(100)سال ہوجائیں تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افرادہیں، چندہ دہندہیں ان میں سے کم از کم50٪تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہوچکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر دے رہی ہوگی، شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کررہی ہوگی۔اور اس نظام میں شامل ہونے سے یاد رکھیں جیساکہ حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگ شامل ہونے چاہئیں آپ نے فرمایاکہ انجام بخیر کی فکر کرنے اور عبادات بجالانے والے جو زمانہ ہے وہ جوانی کا زمانہ ہے جیسا کہ پہلے ذکرہوچکا ہے اس لیے خدام الاحمدیہ اور انصا راللہ کی صف دوئم جو ہے اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے کیونکہ ستر پچھتر سال کی عمر کو پہنچ کر جب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں تو وصیت تو اس وقت بچا کھچا ہی ہے جوپیش کیا جاتا ہے۔تو امید ہے کہ احمدی خواتین بھی اور نوجوان بھی اس سلسلہ میں بھرپورکوشش کریں گے اور اپنے ساتھ ساتھ اپنے، عورتوں کو خاص طور پر

میں کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھ ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں گے"۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 6اگست 2004ء میں فرمایا:-

" بعض دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اچھے بھلے کھاتے پیتے لوگ ہوتے ہیں جو دوسری جماعتی خدمات میں بعض دفعہ جب ان کو کوئی تحریک کی جائے تو پیش پیش ہوتے ہیں یا کم از کم اتنا ضرور ہوتا ہے کہ جتنا زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکتے ہیں وہ اس میں لیں لیکن وہ نظام وصیت میں شامل ہونے سے محروم ہیں۔ان میں سے بھی کئی لوگوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اب اس نظام میں شامل ہوں گے۔ایسے صاحبِ حیثیت لوگوں کو ،ایسے احمدیوں کو تو سب سے پہلے چھلانگ مار کر آگے آنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل فرمائے ہیں ان کے شکرانے کے طور پر ہم اس نظام میں شامل ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے مزید کھلیں۔اللہ تعالیٰ نے ان پر جو نعمتیں نازل فرمائی ہیں ان کا اظہار ہونا چاہیے۔علاوہ اپنے ذاتی اظہار کے قربانیوں کی طرف توجہ دینے کا بھی اظہار ہونا چاہیے۔"

"جیسا کہ میں نے بتایا تھا یہ نظام وصیت بھی ذہنوں اور مالوں کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس طرح بعض مسلمان کرتے ہیں کہ غلط طریق سے مال کمایا اور پھر بازار میں چند گیلن ٹھنڈے پانی کی سبیل لگا دی یا برف ڈلوا دی یا مسجد بنوا دی یا اس کا کچھ حصہ بنوا دیا یا حج کر آئے اور سمجھ لیا کہ اب ہمارے مال پاک ہو گئے ہیں ناجائز ذریعے سے کمائے ہوئے مال۔ایسے لوگ تو دین کے ساتھ مذاق کرنے والے ہوتے ہیں بلکہ یہاں پاک کرنے کے ذریعے سے یہ مطلب ہے کہ پاک ذرائع سے کمائی ہوئی جو دولت ہے اس کو جب پاک مقاصد کے لیے خرچ کیا جائے گا تو اس سے تمہارے اندر جہاں روحانی تبدیلیاں پیدا ہوں گی وہاں تمہارے اموال و نفوس میں بھی بے انتہا برکت پڑے گی۔جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی ہے رسالہ الوصیت میں اور تین دفعہ یہ دعا کی ہے کہ ایسے لوگوں کو جو اس نظام میں شامل ہوں نیک اور پاک لوگوں کی جماعت بنا دے۔تو مختصراً آج میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں جلسے کے بابرکت اختتام پر آپ نے شکرانے کا اظہار کیا اور شکرانے کا اظہار کر رہے ہیں وہاں اس شکرانے کا عملی اظہار بھی کریں کیونکہ جہاں اس نظام میں شامل ہونے والے تقویٰ میں ترقی کریں گے وہاں جماعت کی مضبوطی کا باعث بھی بنیں گے۔"

(روزنامہ الفضل۲۸؍ستمبر ۲۰۰۴ئ)

دراصل یہ قربانی آیت اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن کی تصویر ناطق ہے۔یہ وصیت قربانی ہے مال کی،جذبات کی، اپنے اندر ایک اخلاقی انقلاب پیدا کرنے کی۔یہ خدمت اسلام کے لئے ایک مستقل اور دائمی انتظام کرنے کی قابل عمل سکیم ہے۔انفرادی اور اجتماعی تربیت کے لئے ایک بہترین متحدہ پلیٹ فارم ہے۔یہ وہ عظیم الشان علمی، عملی ،اخلاقی ،مالی اور روحانی سکیم ہے جس کے ذریعہ اسلام کے خلاف تمام منصوبوں اور سازشوں کو کلیۃً ختم کرنا مقدر تھا۔خدمت اسلام اور اشاعت قرآن کریم کے لئے اکناف عالم میں مراکز قائم کرتے ہوئے امیر اور غریب کی تمیز کو دور کرتے ہوئے احساس کمتری کی خطرناک اور موذی مرض کا ازالہ کرنا تھا۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے وصیت کو ایسی خصوصیت بخشی ہے اور اللہ تعالیٰ کے خاص الہامات کے ماتحت اسے قائم کیا ہے کہ کوئی مومن اس کی اہمیت اور عظمت کا انکار نہیں کرسکتا۔آج دنیاکی فلاح و بہبود کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے۔اس نظام سے سرمایہ ایک جگہ مجتمع نہیں ہوسکتاجس کی وجہ سے امراء اور غرباء کے درمیان کی خلیج کوپاٹاجاسکتاہے۔ایک خوبی نظام وصیت کی یہ ہے کہ یہ ایک طوعی اور رضاکارانہ نظام ہے۔نہ کہ دنیاوی تحریکات کی طرح کہ امراء کی جائیدادجبراً ہتھیالیں جبکہ اس نظام میں وہی مقصد پر امن طریق سے حاصل کرنا ممکن ہے۔

پس مبارک ہیں وہ جو کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام وصیت کو عملی جامہ پہناتے ہوئے خدا اور اس کے رسول اور امام وقت کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں اور اشاعت اسلام کا باعث بنتے، مسیح پاک کی دعاؤں کے وارث بنتے اورجنت کے حق دار ٹھہرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆